جلد ۱۷ وفا ۱۳۵۵ ہش شمارہ ۷
جولائی ۱۹۷۶ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

مجلس انصاراللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصاراللہ ربوہ

سالانہ اشتراک

پاکستان — دس روپے
بیرونی ممالک ہوائی ڈاک — اسی روپے
بیرونی ممالک بحری ڈاک — چالیس روپے

قیمت پرچہ ھذا — ایک روپیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

وفا ۱۳۵۵ ہش

رجب ۱۳۹۶ ہجری جولائی ۱۹۷۶ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

قیمت سالانہ دس روپے — فی پرچہ ایک روپیہ

فہرست مضامین

پبلشر .... چوہدری محمد ابراہیم

مطبع .... ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت .... دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۷ | ماہنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۷

وفا ۱۳۵۵ ہش

(۱)

صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اندازِ عشق

اس عنوان کے تحت آخری قسط اس شمارہ کی نذر ہے۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کا اندازِ عشق و محبت سب سے نرالا ہے۔ اُن کا محبوب محمد صلے اللہ علیہ وسلم حُسن و احسان میں یکتا تھا۔ تو اِن کا عشق بھی لاثانی تھا۔ عشق و وفا کی دنیا میں جو نقوش ان جوانمردوں نے چھوڑے ہیں۔ مرورِ زمانہ سے ان کے نقوش مدھم نہیں ہوسکتے۔ مکتبِ عشق و محبت میں ان کے بیان سے گرمی اور خون میں حدت پیدا ہوتی ہے۔ شمع رسالت کے یہ پروانے اس شمع کے گرد طواف کرتے رہے۔ تا آنکہ انہوں نے اپنی جانیں اس شمع پر نثار کردیں۔ آج ضرورت ہے کہ اسلام اور بانیٔ اسلام سے یہ فدائیت، اہمیت پیدا کی جائے۔

آج پھر اسی طرح اسلام اور بانیٔ اسلام کی صدا آرہی ہے جس طرح کہ حنین کے میدان میں اعداء کے نرغہ سے وہ بلند ہوئی تھی۔ یا اصحاب الشجرۃ۔ اے درخت کے نیچے بیعت کرنے والو! اور صحابہؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم اس آواز پر اس طرح جمع ہوگئے تھے۔ جس طرح بچھڑا گائے کی آواز پر ماں کی طرف بھاگتا ہوا آتا ہے۔ مسیح پاک سے عقدِ اخوت باندھنے والو! سنو سنو آج پھر یہ آوازیں آرہی ہیں۔ نیچے تاریخ احمدیت میں سے ایک مخبوط الحواس

میراں بخش کا واقعہ یاد آ گیا۔ کپورتھلہ کے فدائی مسیح پاک کے عہد میں قادیان آئے ہوئے تھے۔ مسجد مبارک کے چوک میں چارپائیاں ڈال کر سوئے ہوئے تھے کہ رات کے وسط میں یہ ادھر آ نکلا۔ ہاتھ میں موٹا سا ڈنڈا تھا۔ ان کی چارپائیوں سے مار کر کہنے لگا۔ اٹھو اٹھو! ایتھے سون آئے ہوئے او" اٹھو اٹھو یہاں سونے کے لئے آئے ہو؟

(۲)

محسنِ اُمت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

محدثین میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا پایہ سب سے بلند و بالا ہے۔ آپ ۱۹۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ تقوے کی باریک راہوں پر قدم رکھنے والے اس امام کی ولادت کو بارہ سو سال ہونے والے ہیں۔ قوم ان کی بارہ سولہ سالہ برسی منانے کی تیاریاں کر رہی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایمان و دیانت کا مجسمہ تھے تو علم کا بحر بیکراں تھے۔ لیکن ان کی زندگی اپنوں نے ایسی تلخ کر دی تھی کہ امت کے اس محسن نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا

اللّٰھم ضاقت علیّ الارض بما رحُبت

اے اللہ تیری زمین مجھ پر تنگ ہوگئی ہے۔ اللہ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ۶۲ برس کی عمر میں انہیں اپنے پاس بلا لیا۔ ان تکالیف نے امام بخاریؒ کے رتبہ کو کم نہیں کیا۔ آج امام بخاری کو دکھ دینے والوں پر نفرین کا اظہار کیا جاتا اور امام بخاریؒ کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ کا لفظ بولا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کی برسی منانے والے ان کی سیرت اور عشق رسولؐ کو بھی اپنائیں۔ اس شمارہ میں اس عظیم امام پر شیخ عبدالقادر صاحب محقق لاہور کا مضمون پیش کیا جا رہا ہے۔

(۳)

دورِ تربیت

تبلیغ سے بھی پہلے اپنے نفس کی تربیت ضروری ہے اور تبلیغ اسی صورت میں مفید اور مؤثر ہو سکتی ہے۔ جب ہماری زبان کھلنے سے پہلے ہمارے اعمال اور جوارح دوسروں کو دعوت دے رہے ہوں۔ ہم نے محبت، صلح، صبر، حلم سے مسیح پاک کا پیغام پہنچانا ہے۔ لیکن اگر قلوں اور زبان سے اس کا اظہار ممکن نہ ہو تو ہمارے اعمال ہمارا نیک نمونہ وہی کام کرے گا۔ اور بدرجہ احسن کرے گا جو زبان کرتی تھی۔ دل جیتے جا سکتے ہیں۔ نیک سلوک اور عمدہ نمونہ سے۔ بے شک کچھ لوگوں کا کام جھوٹ اور مسلسل جھوٹ بولنا ہے۔ اشتعال دلانا ہے۔ نفرت پیدا کرنا ہے۔ غضب خدا کا کہ اسمبلی تک میں یہ سوال کردیئے جاتے ہیں کہ ربوہ میں اسلحہ کی بھٹیاں پکڑی گئی ہیں اور بات اتنا ہوتی ہے کہ کالج کے بچوں کی فوجی تربیت کے لئے ڈمی رائفلیں حکومت بھجواتی ہے۔ اسمبلی کا ممبر یہ کہہ رہا ہوتا ہے کہ مملکت اسرائیل میں گئی سو پاکستانی

احمدی بھرتی ہو کر لڑ رہے ہیں۔ اور حکومت کو اس وقت اس کی تردید کا موقعہ نصیب ہوتا ہے جب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس ناپاک، جھوٹے افتراسے ہمارے عرب بھائیوں سے ہمارے تعلقات کو خراب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ ہم سب کچھ سنتے ہیں، پڑھتے ہیں اور سینہ پر پتھر رکھ کر یہ سب کچھ برداشت کرتے ہیں۔ اور اس احکم الحاکمین خدا کے سامنے فریاد کرتے ہیں۔ خدایا ہم تھوڑے ہیں۔ ہم اپنی آواز بلند نہیں کرسکتے۔ ہم اپنے دل پھاڑ کر انہیں نہیں دکھا سکتے کہ ان میں بجز حبِّ رسول کے کچھ بھی نہیں۔ لیکن بزرگانِ جماعت ......، عشق صادق ہے تو مشک کی طرح اس کی خوشبو بیدارحس رکھنے والوں کو خود ہی متوجہ کرے گی۔ شرط صرف یہ ہے کہ ہم مشک بن جائیں۔ وہ مشک جس کے متعلق کہا جاتا ہے ؎

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطّار بگوید

مشک وہ ہوتا ہے جو اپنی خوشبو خود دیتا ہے نہ کہ عطار کہتا ہے کہ بھئی یہ مشک ہے۔ اس ضرورت پہ ایک تربیتی مضمون ملک غلام رسول صاحب ڈیرہ غازیخاں کا آپ اس شمارہ میں دیکھیں گے۔

(۴)

امریکہ سے ایک مکتوب

ایک انتہائی ترقی یافتہ ملک سے جہاں کی ہر چیز نظر کو خیرہ کرتی ہے، ایک صاحب دل کا مکتوب اس رسالہ کی زینت بن رہا ہے۔ میری مراد ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ کے مکتوب سے ہے۔ امریکہ کے اندر بیٹھ کر کس طرح ایک فدائی کا قلب ونظر ربوہ اور اس کی رعنائیوں پر فریفتہ ہے۔ ہر چہار اطراف سبزہ اور عمارتوں کو دیکھنے والا ربوہ کی لو اور چناب کے کنارے اڑتی ریت کو ترستا ہے۔ ابراہیمی طیور اسے ہی کہتے ہیں۔ وہ مائل پرواز ہو کر صحراؤں کو عبور کر جاتا ہے۔ بلندیوں کو چھوتا ہے لیکن اپنے نشیمن کو نہیں بھولتا۔ ایک روحانی آدمی نے جو لذتیں یہاں محسوس کیں وہ اور کہاں ملتی ہیں۔ جو آسمانی پانی یہاں بہتا ہے۔ وہ نیاگرا کی آبشاریں کہاں۔ یہاں مسجدوں میں جو تڑپ اور رقت ہے۔ وہ اس تھرکتی ناچتی دنیا میں نایاب ہے۔

(۵)

اے چارہ گرو اس کا کیا علاج

نوائے وقت ۱۷ رجون ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں اخبار کے صفحہ ۱ پر "قائد اعظم کا سال ہم سے تقاضا کرتا ہے" کے تحت لکھا ہے:۔

"یہ سال قائداعظم کا سال ہے۔ مگر یہ صرف چند لوگوں تک محدود ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پاکستان اور قائداعظم کو جاننے والے ہیں۔ ہمیں تو چاہیئے کہ ہم اس سال پچھلی کوتاہیوں کو بھول جائیں۔ ہم نے پاکستان کو جو نقصان پہنچایا ہے۔ بابائے ملت کی روح کو ٹھیس پہنچائی ہے۔ اس کا ازالہ کریں مگر ہم حیران ہیں کہ قوم کے کان تک جوں نہیں رینگی۔ ہمیں آدھا پاکستان گنوا کر شرم نہیں آئی۔ آج ہمارے ملک میں کونسی چیز نہیں ہو رہی۔ کیا ملک میں چوری، قتل و غارت، سمگلنگ، ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی اور رشوت جیسی چیزوں کا بازار گرم نہیں۔ کیا قائداعظم نے ان تمام باتوں سے ہمیں نہیں روکا تھا کیا ہم نے قائداعظم کے کس اصول پر عمل کیا۔ آج ہم دنیا میں اس لئے ذلیل و خوار ہو رہے ہیں کہ ہم نے راہنما اصولوں کو بھلا دیا ہے۔ ہماری قوم کو اب بھی خیال نہیں آتا بلکہ وہ اپنی رنگ رلیوں میں مصروف ہے۔ . . . آج ہمارے ملک کے نوجوان اسلامی لٹریچر پڑھنے کی بجائے جنسی لٹریچر کا شکار ہو رہے ہیں۔ آج کے نوجوان جن کو ملک و ملت اور اسلام کا پاسبان ہونا چاہیئے۔ وہ نئی تہذیب اپنا رہے ہیں۔ فحش اور جنسی لٹریچر یہ سب چالیں یہود اور ہنود کی ملی بھگت کا نتیجہ ہیں تاکہ ہمارے نوجوان محمد بن قاسم، ٹیپو سلطان، صلاح الدین ایوبی بننے کی بجائے سوشلزم اور کمیونزم کے حامی ہوں۔ . . . . . میں ملک کے راہنماؤں سے استدعا کرتا ہوں خدارا ملک کو بچایئے اور ہم قیامت کے دن کونسا منہ لے کر قائداعظم کے پاس جائیں گے۔ کونسا منہ لے کر ان شہیدوں کے پاس جائیں گے۔ جنہوں نے عظیم قربانیاں دی تھیں۔"

لکھنے والے نے درد سے امراض کی نشاندہی کی ہے۔ اس نے صحیح رونا رویا ہے لیکن قائداعظم سے بھی وہ پہلے جاتے اور عنوان یہ چلتے۔ تو زیادہ بہتر ہوتا۔ "اسلام ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے" اور آخر میں بھی یہی لکھتے "قیامت کے دن کونسا منہ لے کر خدا کے سامنے جائیں گے"۔ لکھنے والے نے علاج کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ ان سب خرابیوں اور امراض کا علاج اسلام ہے۔ ہمیں چودہ سو سال قبل کامل علاج مکمل نسخہ عطا ہوا تھا۔ لیکن مریض کا کیا کیا جائے کہ وہ اس آب حیات کو گلے سے نیچے نہیں اتار رہا۔ وہ اس شافی مطلق کی آواز پر کان نہیں دھرتا اور جو چارہ گر تھے جن کے ہاتھوں میں اس نسخہ کی اشاعت تھی وہ اسے پس پشت پھینک کر سیاست کے خارزاروں کے شیدائی بن چکے ہیں۔

آخرت پر یقین، خدا سے محبت، قرآن و حدیث کا مطالعہ۔ اللہ اور اس کے رسول سے عشق۔ انبیاء اور اولیاء کی سیرت کی کتب کا مطالعہ، صحبت صالحین اس کا علاج ہے۔ اور ضروری ہے کہ بیمار۔ مردم آزاری، دنیا کی محبت، زبان درازی طعن و تشنیع سے پرہیز کرے کہ ؎

بد پرہیز بیمار سے نہ بیند روئے صحت را

کہ بد پرہیز بیمار کبھی تندرستی کا منہ نہیں دیکھ سکتا۔

ما اٰتاکم الرسول فخذوہ

تلواروں کے سایہ تلے

عن ابی بکر بن موسیٰ الاشعری قال سمعت ابی بحضرۃ العدو یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ابواب الجنۃ تحت ظلال السیوف، فقال رجل من القوم رث الھیئۃ انت سمعت ھذا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یذکر قال نعم قال فرجع الی اصحابہ فقال اقرء علیکم السلام و کسر جفن سیفہٖ فضرب بہ حتی قُتِلَ (ترمذی ابواب فضائل الجہاد)

حضرت ابو موسےٰ اشعری کے بیٹے ابو بکر کہتے ہیں۔ جب دشمن سامنے تھا میں نے اپنے باپ سے سنا فرماتے تھے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے دروازے تلواروں کے سایہ تلے ہیں۔ لشکر میں سے ایک آدمی نے جو پراگندہ حالت میں تھا کہا آپ نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ خود سنا ہے۔ میرے باپ ابو موسےٰ اشعری نے کہا ہاں۔ اس پر وہ شخص اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ساتھیو! السلام علیکم اور یہ کہہ کر اپنی تلوار کی میان توڑ دی اور دشمنوں پر پل پڑا اور شہید ہو گیا۔

یہ بڑا مشہور فقرہ ہے کہ "جنت تلواروں کے سایہ تلے" اس کا ایک مفہوم تو عام ہے کہ شہید کو جنت عطا ہوتی ہے اور وہ اپنے اس فعل سے خدا کی رضا حاصل کرتا ہے۔ لیکن اس کا ایک مفہوم یہ ہے کہ خطرات میں سے گزر کر ہی خدا ملتا ہے آرائش کی زندگی، تن آسانی کی زندگی سے مقصود حیات حاصل نہیں ہوتا۔ کامیابی سے وہی ہمکنار ہوا کرتے ہیں جو خون کی ندیوں سے تیر کر گزرتے ہیں۔ پھولوں کی سیج پر سونے سے ترقیات کے دروازے نہیں کھلا کرتے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یاایھا الانسان انک کادح الی ربک کدحاً فملٰقیہ اے انسان محنت و مشقت سے ہی تو خدا کو حاصل کرتا ہے۔

اور اس حدیث کا ایک دلچسپ سبق آموز پہلو اس خاک نشین صحابی کا عمل ہے۔ قول رسول کی تصدیق کروائی اور ساتھیوں کو ذہیں الوداعی سلام کہا۔ تلوار کی میان توڑ دی کہ جب تلوار نیام کر دی تو پھر اس کے واپس میان میں جانے کے کیا معنے اور جان جہاں آفرین کے سپرد کر دی۔ یہ صحابہؓ کا وہ امتیازی وصف تھا جس نے انہیں خدا کی تقدیر سے ہم آہنگ کر دیا۔ کہ جو سنا اس پر اسی وقت اسی طرح عمل کیا۔ وہ کردار کے غازی تھے اور جانتے تھے کہ خدا کے قرب کے میدان کو کیسے طے کیا جا سکتا ہے۔ یہ تھے نام لیوا رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے

— (کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام) —

جاگو اور اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ

(مرسلہ رانا عبدالکریم صاحب کاٹھ گڑھی)

"اے جماعت مخلصین خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو، اس وقت ہمیں تمام قوموں کے ساتھ مقابلہ درپیش ہے اور ہم خدا تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ اگر ہم ہمت نہ ہاریں اور اپنے سارے دل اور سارے زور اور ساری توجہ سے خدمتِ اسلام میں مشغول ہوں تو فتح ہماری ہوگی۔ سو جہاں تک ممکن ہو اس کام کے لئے کوشش کرو......

اے مردانِ دین کوشش کرو کہ یہ کوشش کا وقت ہے۔ اپنے دلوں کو دین کی ہمدردی کے لئے جوش میں لاؤ کہ یہی جوش دکھانے کے دن ہیں۔ اب تم خدا تعالیٰ کو کسی اور عمل سے راضی نہیں کر سکتے جیسا کہ دین کی ہمدردی سے۔ سو جاگو اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ اور دین کی ہمدردی کے لئے وہ قدم اٹھاؤ کہ فرشتے بھی آسمان پر جزاکم اللہ کہیں۔ اس سے غمگین مت ہو کہ لوگ تمہیں کافر کہتے ہیں۔ تم اپنا اسلام خدا تعالیٰ کو دکھلاؤ اور اتنے جھکو کہ بس خدا ہی کے ہو جاؤ۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام ص۶۳)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

وَاِنَّ قَضَاءَ اللّٰہِ یَاْتِیْ مِنَ السَّمَاءِ

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی۔

وَاِنَّ قَضَاءَ اللّٰہِ یَاْتِیْ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا کَانَ اَنْ یُطْوٰی وَیُلْغٰی وَیُحْجَرُ

اور خدا کی تقدیر آسمان سے آئے گی اور ممکن نہ ہوگا کہ موقوف رکھی جائے اور باطل کی جائے اور روک دی جائے

ایک مسلمان کے لئے جن چھ باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سے ایک تقدیر خداوندی ہے۔ اس کائنات کا ایک ایک ذرہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور جس امر کا اس نے فیصلہ کردیا ویسے ہی ہوگا۔ واللہ غالب علیٰ امرہٖ۔ خداتعالیٰ کی تقدیر غالب ہوتی ہے۔ اس کے نوشتے کبھی نہیں ٹلتے۔ زمین و آسمان کی ساری قوتیں مل کر بھی خدا کے ارادہ یا تقدیر کو ٹال نہیں سکتیں۔ تقدیر کا ہی یہ پہلو ہے کہ لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا کہ ہمیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی مگر وہی جو تقدیر میں لکھی ہوئی ہے۔ اور اس کا ہی یہ پہلو ہے کہ مومن کسی ابتلاء یا عارضی ہزیمت پر مایوس نہیں ہوتا۔ بادلوں کی گرج۔ مصائب کے طوفان اس کے قدم میں کبھی لغزش پیدا نہیں کرتے۔ کہ وہ جانتا ہے کہ خدا نے جو وعدے کئے ہوئے ہیں وہ پورے ہوکر رہیں گے۔۔ خدا کی نصرت اور تقدیر اس کی ڈھارس بندھاتی ہے وہ یقین کے بلند معیار پر قائم ہوتا ہے کہ خدا کی بات پوری ہوکر رہے گی۔

فرمایا:۔

اَلَا اِنَّ حُسْنَ النَّاسِ فِیْ حُسْنِ خُلْقِہِمْ وَمَنْ یَقْصُدْ بِالتَّحْقِیْرِ خُبْثًا یُحَقَّرُ

سنو! کہ لوگوں کی خوبی ان کے اخلاق کی خوبی ہے۔ اور جو شخص شرارت سے تحقیر کرتا ہے اسکی بھی تحقیر کی جاتی ہے

حسن صورت سے حسن سیرت زیادہ اہم ہے۔ انسان کی قدروقیمت اس کے اوصاف سے ہوتی ہے۔ رنگ ونسل کا فخر اور اس پر غرور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے۔ خدائے ذوالعرش تو نیکیوں کو اور دل کے تقوے کو دیکھتا ہے۔ اخلاق کی خوبی ہی اصل حسن ہے۔ اور جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے اخلاق عطا کئے ہوں وہ انسانوں کی تحقیر نہیں کیا کرتا۔ فخر انسانیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل تو یہ تھا کہ یہودی کا جنازہ بھی آپؐ کے پاس سے گزرا تو آپؐ کھڑے ہوگئے۔ کسی نے عرض کی حضورؐ یہ تو یہودی کا جنازہ تھا۔ فرمایا کیا اس میں جان نہ تھی۔ وہ جس نے انسانیت کا شرف قائم کیا اس کے نزدیک بلالؓ۔ ابن ام مکتومؓ ابوہریرہؓ مسجد نبوی کے درویش بھی اسی طرح معزز تھے جس طرح عبدالرحمٰن بن عوفؓ اور عثمان غنیؓ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دوسرا فقرہ اعلان کررہا ہے کہ کسی کی تحقیر کرنے والا مکافات عمل کے چکر سے بچ نہیں سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

ہوش کن کیں جا کہ جائے فنا است

(خبردار ہو کہ یہ دنیا تو جائے فانی ہے۔)

دل چرا عاقل بہ بندد اندر ایں　　ناگہاں باید شدن بیروں ازیں
عاقل اس سے کیوں دل لگائے۔　　جب کہ اچانک اس سے نکلنا پڑے گا۔

از پئے دنیا بُریدن از خدا　　بس ہمیں باشد نشانِ اشقیا
دنیا کے لئے خدا سے تعلق توڑنا　　یہی بدبختوں کی علامت ہے۔

چوں شود بخشائشِ حق بر کسے　　دل بگیرد زاں بدنیا پیش بسے
جب خدا کی کسی پر مہربانی ہوتی ہے۔　　تو اُس کا دل دنیا سے اکھڑ جاتا ہے۔

ہوش کن کیں جا کہ جائے فنا است　　با خدائے باش چوں آخر خدا است
خبردار ہو کہ یہ دنیا تو جائے فانی ہے۔　　با خدا بن جا کیونکہ آخر کو خدا سے ہی معاملہ پڑیگا۔

زہر قاتل گر بدستِ خود خوری　　من چساں دانم کہ تو دانشوری
اگر تو اپنے ہاتھ سے ہی زہر قاتل کھالے　　تو میں کیونکر سمجھوں کہ تو عقلمند ہے۔

آں گروہے بیں کہ از خود فانی اند　　جاں فشاں بر گفتۂ ربّانی اند
ان لوگوں کو دیکھ جو فانی ہیں۔　　اور خدا کے کلام پر جان چھڑکتے ہیں۔

فارغ افتادہ ز نام و عزّ و جاہ　　دل ز کف و از فرق افتادہ کلاہ
نام و عزت اور وجاہت سے فارغ ہو گئے۔　　دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ٹوپی سر سے گر گئی۔

(براہین احمدیہ حصہ سوم درثمین فارسی صفحہ ۱۴۹)

خدا کے محبوب بندے خدا سے لو لگاتے ہیں وہ دنیا سے دل برداشتہ ہوتے ہیں ان کی تمام تر توجہ کا مرکز خدائے احد کی ذات ہوتی ہے۔ انکی بعثت کی ایک غرض اور سب سے بڑی غرض اس رشتہ کو استوار کرنا ہوتا ہے جو خالق و مخلوق کے درمیان ہوتا ہے اور جسے مخلوق کمزور کر چکی ہوتی ہے۔ اگر یہ تصور غالب رہے کہ ہم نے خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ اور یہ دنیا چند روزہ امتحان ہے تو انسان اس دنیا کے جو ہڑ میں کبھی اپنے دامن کو آلودہ نہ ہونے دے اور یہی مقربین بارگاہ الٰہیہ کی نشانی ہوتی ہے ؎

در جہاں و باز بیروں از جہاں　　بس ہمیں آمد نشانِ کاملاں

سِرًّا وَّعَلَانِيَةً

—(محترم قائد صاحب ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ)—

اکثر احباب قیادت ایثار کی ذیل میں کی جانے والی مساعی میں تفصیل امداد دیتے وقت ہچکچاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اپنے خیال میں اس قسم کی تفصیل (کہ اتنی تعداد کی بیوہ۔ یتیم۔ مریض۔ غریب اور دیگر مستحقین کی اس اس رنگ میں مدد کی گئی) دینے سے ریا کے پہلو کا اظہار ہوتا ہے۔ اس لئے ڈاکٹر صاحبان بھی جو مریضوں کا مفت علاج کرتے ہیں۔ ان کے ذکر اور تعداد کے اظہار سے ہچکچاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً (سورہ بقرہ آیت ۲۷۵) پوشیدگی اور ظاہر میں فرمایا ہے۔ لہذا نیکی کے کام کو سِرًّا پوشیدگی میں کرنے سے ریا کا پہلو نہیں ہوتا۔ تاہم اللہ تعالےٰ نے نیکی کے کام علانیۃً ظاہر میں کرنے کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور اس کی غرض دوسروں کو تحریک کرنے کی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھلانے کے لئے نہ کرو مگر قرآن کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ بلکہ تم حسب مصلحت بعض اپنے نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجالاؤ جبکہ تم دیکھو کہ پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کے لئے بہتر ہے۔ اور بعض اعمال دکھلا کر بھی کرو جبکہ تم دیکھو کہ دکھلانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے۔ تا تمہیں دو بدلے ملیں۔ اور تا کمزور لوگ کہ جو ایک نیکی کے کام پر جرأت نہیں کر سکتے۔ وہ بھی تمہاری پیروی سے اس نیک کام کو کرلیں۔ غرض خدا نے جو اپنے کلام میں فرمایا سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً کہ پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا دکھلا کر بھی ان احکام کی حکمت اس نے خود فرما دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ صرف قول سے لوگوں کو سمجھاؤ بلکہ فعل سے بھی تحریک کرو کیونکہ ہر جگہ قول اثر نہیں کرتا۔ بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا بہت اثر ہوتا ہے۔" (کشتی نوح صفحہ ۲۹)

حضور علیہ السلام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"جیسا کہ تم بعض اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ کرتے ہو۔ ایسا ہی بعض اوقات ان لوگوں پر ظاہر کرو تا لوگ تمہارے نمونہ پر چلیں۔ کیونکہ انسان کی عادت ہے کہ نمونہ دیکھ کر اس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔" (مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ ۶ مکتوب ۱۱ بنام حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ عنہ)

لہذا دوسروں کو تحریک کرنے کی غرض سے اور ان کے لئے نمونہ بننے کے لئے قیادت ایثار کی ذیل میں کی گئی مساعی کی تفصیل کی ضرورت ہے۔ انما الاعمال بالنیات۔ اعمال کا ثواب نیتوں کے مطابق ہوتا ہے۔ (قائد ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

انصار اللہ کا بیسواں مرکزی سالانہ اجتماع

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے انصار اللہ کے مرکزی بیسویں سالانہ اجتماع کے لئے ۲۹۔۳۰۔۳۱ اخاء/اکتوبر بروز جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار کی تاریخیں مقرر ہوئی ہیں۔ مجالس مطلع رہیں۔ (قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

ماہوار رپورٹ کارگزاری انصار اللہ

جن مجالس انصار اللہ نے ابھی تک ماہانہ رپورٹ کارگزاری بابت ماہ احسان/جون دفتر انصار اللہ میں نہیں بھجوائی ان سے درخواست ہے کہ وہ جلد اپنی اپنی رپورٹیں مرکز میں بھجوا دیں۔ ماہوار رپورٹ مرکز میں پہنچنے کی ۱۰ تاریخ مقرر ہے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

آخری قسط

صحابۂ رسولؐ کا اندازِ محبت

علمدارِ عشاقِ ذاتِ یگاں ٭ سپہدارِ افواجِ قدوسیاں
معارف کا اک قلزمِ بیکراں ٭ افاضات میں زندہ جاوداں
پلا ساقیا آبِ کوثر کا جام
علیک الصلٰوۃ علیک السلام

خاک ہی منہ پر ڈال

ابو معمر روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے امراء میں سے ایک امیر کی تعریف کی تو مقداد بن اسودؓ (یہ وہی صحابی ہیں جنہوں نے کہا تھا یا رسول اللہ ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی، دائیں بھی اور بائیں بھی) انہوں نے اٹھ کر اس شخص کے منہ پر مٹی پھینکی۔ جب کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے تو جواب یہ دیا۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نحثو فی وجوہ المداحین التراب

کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں ہم خاک ڈالیں [۱]

یہ بھی ایک جنون اور عشق کا ہی مظاہرہ ہے کہ ظاہری لفظوں پر عمل کیا ہے ورنہ عقل کا تو شاید یہ فتوےٰ ہوتا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کچھ اسے دے دو اور دفع کر دو یا انہیں کچھ نہ دو۔ فضول خوشامد کر رہا ہے

تاریخی جملے

ابن مسعودؓ راوی ہیں کہ بدر کے دن مقداد بن اسود نے یہ فقرات کہے کہ کاش یہ فقرے میری زبان سے نکلے ہوتے۔ حضورؐ مشرکین کے خلاف بددعا فرما رہے تھے کہ مقداد بن اسود نے کہا۔

---

[۱] ترمذی ابواب الزھد باب ماجاء فی کراھیۃ المدحۃ والمداحین

لا نقول کما قال قوم موسیٰ اذهب انت و ربك فقاتلا ولكنا نقاتل عن يمينك وعن شمالك وبين يديك وخلفك ۔ [1]

حبیبِ کبریا! ہم موسےٰ کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ تو اور تیرا ربّ جاؤ۔ اور دونوں لڑو۔ ہم تو آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی اور سامنے بھی اور پیچھے بھی۔

عشاق کے اس جذبہ کا اظہار دیکھا تو اشرق وجھہ وسترہ حضورؐ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ کہ اللہ نے مجھے ایسے جاں نثار اور ایمان والے ساتھی عطا فرمائے ہیں۔ یقیناً دنیا کی آنکھ نے کسی نبی کے ایسے متبعین نہ دیکھے ہوں گے۔

جان دے دی اور ثواب بھی دے دیا

اُحد کے میدان میں جنگ کے بادل چھٹ گئے تو حضورؐ نے فرمایا۔ سعدؓ بن ربیع انصاری کا پتہ کرو۔ میں نے اسے تلواروں اور نیزوں میں گھرا دیکھا تھا۔ ایک صحابی گئے میدانِ جنگ میں آوازیں دیتے رہے لیکن آواز کا جواب نہ ملا۔ واپس آئے اور عرض کیا میدانِ جنگ میں نہیں ہیں۔ کسی نے پوچھا کیا کہا تھا تم نے انہوں نے بتلایا کہ ان کا نام لے کر آوازیں دیں۔ تو انہوں نے کہا جاؤ یہ کہو سعدؓ بن ربیع خدا کے رسولؐ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا ہے۔ وہ گئے اور ایسا ہی کہا تب لاشوں کے درمیان ایک جسم نے حرکت کی۔ اشارہ سے انہیں اپنی طرف بلایا۔ یہ گئے دیکھا کہ سعدؓ بن ربیع ہیں۔ اب سعدؓ یوں گویا ہوئے کہ میری زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام عرض کرنا اور کہنا۔

ان سعد بن الربيع يقول لك ۔ جزاك الله عنا خير ما جزى نبياً من امته [2]

پیارے آقا! سعدؓ بن ربیع یہ عرض کرتا ہے کہ نبیوں کی امتوں کی قربانیوں کی وجہ سے ان کو جو جزاء ملتی ہے۔ اللہ تعالےٰ آپؐ کو سب نبیوں سے بہتر جزا دے۔ اور پھر میری قوم کو کہنا سعدؓ بن ربیع تمہیں یہ کہتا ہے۔

انه لا عذر لكم عند الله ان خلص الى نبيكم صلى الله عليه و سلم ومنكم عين تطرف

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغيثون ربكم [2] ابن ہشام الجزء الثالث ص۱۰۱ مطبوعہ مصر مکتبہ محمد علی

اے قوم خدا کے حضور تمہارا کوئی عذر مسموع نہیں ہوگا۔ اگر تم میں سے ایک آنکھ بھی چمکتی ہوگی اور حضورؐ کو کوئی گزند پہنچ گیا۔

یہ کہا اور جان دے دی۔

اے اللہ یہ عشق و محبت یہ جاں سپاری صحابہؓ کا ہی حصہ ہے۔ جان بھی دے دی اور جان دینے کے نتیجہ میں جو جزا ملتی ہے وہ بھی میرے محبوب کو ہی ملے کہ یہ جذبہ اور قربانی کی روح آپؐ کی ہی بدولت نصیب ہوئی۔ بال بچوں اور بیوی کو کوئی پیغام نہیں۔ آخری لمحات میں بھی رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی جان کی فکر ہے۔ اے کاش اسلام کو پھر ایسے فدائی نصیب ہوں ۔۔۔ اے چشمِ فلک بتا تو نے ایسے عشاق دیکھے؟

اضطراب نہ دیکھا گیا۔

بدر کے روز جنگ سے پہلے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ایک جھونپڑا دعا کے لئے بنا دیا گیا۔ حضورؐ اس میں اس الحاح سے دعا فرما رہے تھے کہ کندھے سے چادر گر گر جاتی تھی اور خدائے دو جہاں سے حبیب کبریا یوں کہہ رہے تھے۔

اللّٰھم انشدك عھدك ووعدك اللّٰھم ان شئت لن تعبد[۱]

پروردگار! میں تجھے تیرا عہد اور وعدہ یاد دلاتا ہوں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری عبادت نہ کی جائے تو یہ سب جانیں قربان ہونے کے لئے حاضر ہیں۔ خدا کا محبوب کس ناز سے خدا کو پکار رہا ہے۔

حضورؐ کا اضطراب دیکھا تو عشاق کا گل سرسبد رہ نہ سکا ابوبکرؓ آگے بڑھے حضورؐ کا ہاتھ تھام لیا اور عرض کیا۔ حسبك۔ حضورؐ بس کیجئے کافی ہے۔

مجھے صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ عاشق محبوب کی بے کلی اور اضطراب بھی نہیں دیکھ سکتا ہے
بے کلی کی کیفیت جا کر کسی بے کل سے پوچھ

خدا کا رسولؐ مقدم ہے۔

فتح مکہ کے موقعہ پر جب لشکرِ اسلام مکہ کی طرف کوچ کی تیاری کر رہا تھا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم

---

[۱] بخاری کتاب المغازی باب قول اللہ تعالیٰ اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم

کی ہدایت تھی کہ خاموشی سے تیاری کی جائے۔ غرض یہ تھی کہ مکہ میں قتال کی نوبت نہ آئے اور منشا ئے خداوندی پورا ہوجائے۔ حاطب بن ابی بلتعہ ایک بدری صحابی نے مکہ والوں کو حضور کے ارادے سے اطلاع دینے کیلئے ایک خط لکھ دیا۔ اس خط کے بھجوانے کی اطلاع اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو دے دی۔ اور خط مکہ پہنچنے سے پہلے ہی پکڑا گیا۔ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا اور آپؐ نے حاطب بن ابی بلتعہ سے اس کی وجہ دریافت کی۔ کہ ایسا کیوں کیا؟ تو حضرت عمر فاروق نے کہا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر! کیا یہ بدری نہیں اور تمہیں کیا پتہ اللہ تعالےٰ نے اہل بدر کو فرمایا جو چاہو کرو تمہارے لئے جنت واجب ہوگئی ہے۔ میں نے تمہیں بخش دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سنا

فدمعت عینا عمر و قال اللہ و رسولہ اعلم[1]

تو عمرؓ کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور زبان پر یہ آیا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہماری عقل و فکر کوتاہ ہے۔ اگر محبت میں جنوں دیکھا ہے تو محبت میں ادب اور تسلیم کا بھی ملاحظہ کیجئے۔ غیرت۔ غصہ امر محبوب کے سامنے کس طرح عنقا ہوگیا۔

اولاد سے مقدم

حضرت ام المومنین عائشہؓ صدیقہ پر بہتان کا واقعہ سخت دلفگار ہے۔ جب حضرت عائشہؓ کو اس کا علم ہوا تو ساری رات روتی رہیں ایک لمحہ کے لئے سو نہ سکیں۔ صبح حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے ابا کے گھر آگئیں۔ حضرت ابو بکرؓ گھر میں تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ کے گھر آنے کا علم ہوا تو مظلوم و معصوم بیٹی سے کہا۔

اقسمت علیك یا بنیّة الاّ رجعت الی بیتك[2]

بیٹی تجھے قسم دیتا ہوں اپنے گھر لوٹ جا۔ بے شک ذہین و فطین حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی محبوب حمیرا عزیز از جان تھی۔ لیکن خدا کے رسول کی محبت ان سب محبتوں پر غالب تھی۔ خدا کی ہزار بار رحمتیں ہوں محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ پر۔

نشانی

اُحد کے روز کفار قریش کی جانب سے عبیدہ بن سعید بن عاص لوہے میں ڈوبا ہوا آیا۔ اس کی صرف آنکھیں

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب فضل من شہد بدراً [2] مسند احمد بن حنبل روایات عائشہؓ

نظر آتی تھیں اور میدان میں آکر نعرہ لگایا انا ابو ذات الکرش۔ حضرت زبیرؓ بن العوام مقابل میں اترے۔ نیزہ سنبھالا اور تاک کر ایسا آنکھ میں مارا کہ کافر وہیں ڈھیر ہو گیا۔ حضرت زبیرؓ نے اس کے سینہ پر پاؤں رکھ کر نیزہ کھینچا تو نیزہ مڑ گیا۔ حضورؐ نے فرمایا زبیر نیزہ مجھے دے دو۔ حضورؐ کے وصال تک نیزہ حضورؐ کے پاس رہا۔ حضورؐ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے لے لیا۔ حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو نیزہ ان کے پاس آگیا۔ حضرت عمرؓ کی رُوح قبض ہوئی تو حضرت عثمانؓ کے پاس نیزہ منتقل ہو گیا۔ اور حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد آل علیؓ کے پاس رہا۔ پھر ان سے حضرت زبیرؓ کے بیٹے عبداللہؓ نے لے لیا۔ تا آنکہ وہ مکہ میں شہید ہو گئے۔ [1]

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے زبیرؓ سے تاریخی یادگار کے طور پر لے لیا۔ حضرت زبیرؓ کی شجاعت کی وہ نشانی تھا اور آپؐ کے بعد خلفاء نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت اور نشانی سمجھ کر اسے محفوظ رکھا۔

ساری دُعا محبوب کے لئے

طفیل بن ابی بن کعب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رات کا دو تہائی گزر جاتا تو حضورؐ بستر سے اٹھ کھڑے ہوتے اور فرماتے لوگو خدا کو یاد کرو۔ خدا کو یاد کرو۔ مصیبت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے۔ موت انتظار میں ہے میرے باپ نے عرض کیا۔ اے خدا کے رسول میں آپ کے لئے کثرت سے دعا کرتا ہوں۔ نماز میں آپؐ کے لیے دعا کتنی کروں کیا چوتھا حصہ دعا کا آپؐ کے لئے وقف کردوں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنی تم چاہو کرو۔ اگر تو اس سے زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ نصف دعا آپؐ کے لیے ہو۔ فرمایا تو جتنی چاہے کر۔ اگر اور زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ کیا دو تہائی دعائیں آپؐ کے لئے وقف کردوں فرمایا تو جتنی چاہے کر اگر زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ۔ اجعل لك صلوٰتی کلیتا [2] یا رسول اللہ ساری دعا آپؐ کے ہی لیے نہ کردوں؟ فرمایا اگر تو ایسا کرے گا تو خدا تعالےٰ تیرے سارے ہم و غم دور کردے گا اور تیرے گناہ بخش دے گا۔

کسی نے تو یہ بھی کہا ہے ؎ جان تم پہ نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

لیکن یہاں تو دعائیں بھی اسی محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے تھیں اور جان بھی اسی حبیب کبریا پر نثار تھی۔ آہ! کیا پاکباز محب تھے۔ جن کی زندگی خدا اور اس کا رسول تھے جو انہی کے لیے جیتے تھے اور اسی کے لئے مرے۔

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ احد [2] ترمذی ابواب صفۃ القیامۃ ص۹۸

افاداتُ البخاری

— (از مکرم شیخ عبد القادر صاحب محقق لاہور) —

آج سے بارہ سو سال پہلے سمرقند و بخارا کی خاک سے ایک ذرّہ بے مقدار ابھرا اور رشک ماہتاب بن کر چمکنے لگا میری مراد ہمنام پیمبر امام محمد بن اسمٰعیل ابو عبد اللہ بخاریؒ سے ہے۔ آپ کی پیدائش ۱۹۴ھ بخارا کے ایک فارسی الاصل خاندان میں ہوئی۔ بڑے ہوئے تو ثقات اہل علم میں آپ کا شمار ہونے لگا۔ آپ کا زندہ جاوید کارنامہ اصح الکتب بعد کتاب اللہ "الجامع الصحیح" ہے۔ جسے ہم بخاری شریف کہتے ہیں۔ ۶۲ سال کی عمر میں وفات پائی۔ مضافات سمرقند کے ایک قریہ میں عید کے روز نماز عصر کے بعد دفن کئے گئے۔

آج ہم حضرت امام بخاری کی بارہ صد سالہ یاد منا رہے ہیں۔ دنیا بھر میں یہ تقریب منائی گئی۔ حضرت امام بخاریؒ کی سیرت اور ان کے زندہ جاوید کارنامہ الجامع الصحیح" پر مقالات پڑھے گئے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" میں "افادات البخاری" کے عنوان سے ایک نئی تحقیق کی بنیاد ڈالی۔ اسی اسلوب کی روشنی میں مقالات کا ایک سلسلہ پیش ہے۔

علامہ ابن خلدون اپنی مشہور تاریخ کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:-

"میں نے اپنے اکثر اساتذہ اور شیوخ کو فرماتے سنا کہ صحیح بخاری کی شرح لکھنے کا قرض امت پر اب تک باقی ہے۔"

اسی سلسلہ میں فرمایا:-

"علمائے ملتِ اسلام میں سے کسی نے اس کی شرح نہیں لکھی جس سے امت کا یہ قرض ادا ہو۔۔۔۔ گو شروح بہت ہو چکیں لیکن وہ نکات فقہیہ جو امام بخاریؒ نے تراجم الابواب میں ودیعت رکھے ہیں اور وہ علمی خزائن اور فنونِ حدیثیہ وتاریخیہ کے دقائق جو انہوں نے ایک ہی حدیث کے تکرار تعلیق موقوف۔ موصول لانے میں رکھے ہیں۔ کسی نے اس کا استیعاب نہیں کیا۔"

علامہ موصوف پھر لکھتے ہیں:-

"صحیح بخاری فن حدیث کی تمام کتابوں سے درجہ میں بلند ہے۔ اس کا پایہ بہت ارفع ہے اسی وجہ سے علماء نے اس کی شرح کو نہایت مشکل خیال کیا ہے اور اس کے مطالب تک رسائی کو نہایت

نہایت دشوار کھاہے۔"

(ابن خلدون چھٹی فصل علم حدیث)

سیدالانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو حکم عدل اور امامکم منکم اور اپنے قریب ترین قرار دیا۔ اس میں حکمت یہی تھی کہ آنے والا "بروز محمد" مزاج شناس رسول ہوگا۔ اس امام کا معیار کی نظر مسائل کے حسن و قبح پر ہوگی۔ وہ اپنی بصیرت خداوندی کی وجہ سے ایک نظر میں پہچان لے گا کہ کونسی بات رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی ہے۔ اور کونسی بات آنحضورؐ کی طرف غلط طور پر منسوب ہے۔ اس طرح امت کے مذاہب متفرقہ کو وہ ملتِ واحدہ بنا دے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حدیث کے باب میں جو اصول بیان کئے ہیں وہ حکم و عدل کے منصب سے عبارت ہیں بالخصوص ازالہ اوہام میں افادات البخاری کا باب گو مختصر ہے۔ لیکن بجا طور پر بخاری کی کلید ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری فقہ کے علاوہ علم کلام کی کتاب ہے۔ اسی طرح "ریویو بر مباحثہ چکڑالوی" میں حقائق کا دریا کوزے میں بند ہے "کشتی نوح" میں بخاری شریف کی وہ شان بیان ہوئی ہے کہ اسے بجا طور پر مینار نور کہہ سکتے ہیں۔ "شہادۃ القرآن" میں علم الحدیث کی افادیت پر بحث ہے۔ مباحثہ لدھیانہ علم حدیث کا بحرِ ذخار ہے جو کہ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ کے گرد گھومتا ہے۔ حمامۃ البشریٰ میں علم حدیث پر ایک خوبصورت باب حسن بیان کا شاہکار ہے۔

"کشتی نوح" میں فرماتے ہیں۔

"پس حدیث کا قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو اور نیز ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق ہے۔ یا مثلاً ایک ایسی حدیث موجود ہو جو صحیح بخاری سے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہیں ہوگی۔"

اس مضمون کے آخر میں فرمایا:-

"تاہم مسلمانوں کے لئے صحیح بخاری نہایت متبرک اور مفید کتاب ہے۔"

اسی خطاب میں حدیث موضوع کے متعلق فرماتے ہیں:

"اگر ایک حدیث ضعیف درجہ کی بھی ہو بشرطیکہ وہ قرآن اور سنت اور ایسی حدیث کے مخالف نہیں جو قرآن کے موافق ہیں تو اس حدیث پر عمل کرو۔ لیکن بڑی احتیاط سے حدیثوں پر عمل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ بہت سی احادیث موضوعہ بھی ہیں جنہوں نے اسلام میں فتنہ ڈالا ہے۔ اور ہر ایک فرقہ

ل سیرت البخاری از مولانا محمد عبدالسلام مبارکپوری اعظم گڑھی ۱۳۲۹ھ حصہ دوم ص ۲۱

اپنے عقیدہ کے موافق حدیث رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ نماز جیسے یقینی اور متواتر فریضہ کو احادیث کے تفرقہ نے مختلف صورتوں پر کر دیا ...... کل حزب بما لدیھم فرحون ورنہ سنت نے ایک ہی طریق بتلایا تھا۔ پھر روایات کے مرتد احتمل نے اس طریق کو جنبش دے دی۔ اسی طرح احادیث کی غلط فہمی نے کئی لوگوں کو ہلاک کر دیا ..... اگر قرآن کو اپنا حکم ٹھہراتے تو ایک سورۂ نور ہی ان کو نور بخش سکتی تھی۔ مگر حدیثوں نے ان کو ہلاک کیا۔"

وضعی حدیثوں نے اسلام کو کس قدر نقصان پہنچایا اس کے لئے امام بخاریؒ کا ایک خواب اور حضرت امام المہدی علیہ السلام کا ایک رؤیا پیش ہے۔

"امام بخاریؒ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ میں آپؐ کے حضور کھڑا ہوں میرے ہاتھ میں ایک پنکھا ہے جس سے میں آپؐ کے اوپر سے مکھیوں کو جھٹک رہا ہوں"

بیدار ہو کر معبرین سے تعبیر پوچھی۔ انہوں نے تعبیر یہ بتائی کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جن جھوٹی حدیثوں کی نسبت کی جاتی ہے تم ان کو دفع کرو گے۔[۱]

اس متبرک خواب کے بعد امام المحدثین، جامع صحیح کی تالیف میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔

اب ایک رؤیا پیش ہے جو کہ عصر حاضر میں حکم ربانی نے مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے مباحثہ بر ریویو کے دوران دیکھا۔ اس میں آپ نے جس نیک اور پاک انسان کو دیکھا ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی امام الحدیث ہو۔ ریویو مباحثہ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں:۔

"آج رات مجھے رؤیا میں دکھایا گیا کہ ایک درخت باردار اور نہایت لطیف اور خوبصورت پھلوں سے لدا ہوا ہے۔ اور کچھ جماعت تکلف اور زور سے ایک بوٹی کو اس پر چڑھانا چاہتی ہے جس کی جڑ نہیں بلکہ چڑھا رکھی ہے۔ وہ بوٹی افتیموں کی مانند ہے اور جیسے جیسے وہ بوٹی اس درخت پر چڑھتی ہے اس کے پھلوں کو نقصان پہنچاتی ہے اور اس لطیف درخت میں ایک کھجواہٹ اور بد شکلی پیدا ہو رہی ہے۔ اور جن پھلوں کی اس درخت سے توقع کی جاتی ہے ان کے ضائع ہونے کا سخت اندیشہ ہے بلکہ کچھ ضائع ہو چکے ہیں۔ تب میرا دل اس بات کو دیکھ کر گھبرایا اور پگھل گیا۔ اور میں نے ایک شخص کو جو ایک نیک اور پاک انسان کی صورت پر کھڑا تھا پوچھا کہ یہ درخت کیا ہے اور یہ بوٹی کیسی ہے جس نے ایسے لطیف درخت کو شکنجہ میں دبا رکھا ہے تب

---

[۱] سیرت البخاری مولانا محمد عبد السلام اعظم گڑھی حصہ دوم ص ۲۹

اس نے جواب میں مجھے یہ کہا کہ یہ درخت قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور یہ بوٹی وہ احادیث اور اقوال وغیرہ ہیں جو قرآن کے مخالف ہیں یا مخالف ٹھہرائی جاتی ہیں اور ان کی کثرت نے اس درخت کو دبا لیا ہے اور اس کو نقصان پہنچا رہی ہیں۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔ چنانچہ میں آنکھ کھلتے ہی اس وقت جو رات ہے اس مضمون کو لکھ رہا ہوں اور اب ختم کرتا ہوں۔ اور یہ شنبہ کی رات ہے اور بارہ بجے کے بعد ۲۰ منٹ کم ۲ بجے کا وقت ہے۔" فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ م۔غ۔ ا

(ریویو بر مباحثہ بٹالوی وچکڑالوی حاشیہ ص۹)

محدثین اسلام کے بارہ میں مولانا حالی نے کیا خوب فرمایا ہے

کیا فاش راوی میں جو عیب پایا　　مناقب کو چھانا مثالب کو تایا
مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا　　ائمہ میں جو داغ دیکھا بتایا

اسی نظم کے ایک بند میں حضرت امام بخاریؒ کی کاوش کی طرف اشارہ ہے۔

اُسی دھن میں آساں کیا ہر سفر کو　　اسی شوق میں طے کیا بحروبر کو
سنا خازن علم دیں جس بشر کو　　لیا اُس سے جا کر خبر اور اثر کو
پھر آپ اسکو پرکھا کسوٹی پہ رکھ کر
دیا، اور کو، خود مزا اس کا چکھ کر

اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید

(آئندہ مضامین کا انتظار فرمائیں)

زمیندارہ مجالس انصار اللہ متوجہ ہوں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے گندم کی فصل بہت اچھی ہوئی ہے۔ زمیندارہ مجالس کو چاہیئے کہ شکرانِ نعمت کے طور پر اپنا بجٹ چندہ مجلس انصار اللہ اس فصل کی آمد پر سو فیصد ادا کر کے ثوابِ دارین حاصل کریں۔ عہدہ داران مجالس وصولی کے لئے بھرپور کوشش فرمائیں۔

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ انصار اللہ

ٹورنٹو (امریکہ) سے ایک مکتوب

— خط محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب —

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میرے محترم باری صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خاکسار مع اہل و عیال ۱۷ ماہ ہجرت کی صبح کو کراچی سے اڑا اور ۱۸ کی شام کو پانچ بجے ٹورنٹو پہنچ گیا۔ گویا ڈیڑھ ہی دن میں جامعہ سے آپ بزرگوں اور عزیزوں سے قریباً بارہ ہزار میل اپنے آپ کو دور پایا۔ لیل و نہار بدلے ہوئے نظر آئے۔ یہاں منگل کی شام تھی اور وہاں ربوہ میں اس وقت آپ سارے اللہ کے پیارے بدھ کی صبح کو اپنے مولیٰ کے حضور اس کے ذکر کے لئے اس کی اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا پر حاضر ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہوں گے یعنی بدھ صبح کی نماز کے لئے وضو کر رہے ہوں گے وہاں کی مانوس فضا کو بھلا کون بھول سکتا ہے۔ یاد سے ہاں شدید یاد سے دل ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ اللہ کی تقدیر کہاں سے کہاں لے آئی۔ صرف یہ ڈھارس ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ آپ دوستوں اور عزیزوں سے جلد ملنا ہوگا۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

یہ دنیا کا امیر ترین ملک ہے۔ امریکہ سے بھی کئی لحاظ سے زیادہ۔ اس لئے کہ امریکہ نے کئی وبال اپنے لئے سہیڑ رکھے ہیں۔ وہ دنیا کا سب سے بڑا چوہدری بننا چاہتا ہے۔ اور اس کے لئے اسے بے پناہ خرچ اور طرح طرح کے پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں۔ اور ٹکھراؤں کا بجٹ مہیا کرنا پڑتا ہے۔ کینیڈا ان سب خواہشات سے بے نیاز ہے۔ وسائل کے لحاظ سے وہ امریکہ سے کم نہیں لیکن خواہشاتِ اقتدار کے لحاظ سے وہ امریکہ کا پاسنگ بھی نہیں۔ اس لئے اس کے زیادہ تر وسائل اپنے عوام کی بہبود اور رفاہیت کے لئے وقف ہیں۔ بہترین صاف ستھری اور حیران کن حد تک لمبی چوڑی سڑکیں ان پر کاریں بسیں تصور سے بھی بڑے بڑے ٹرک اور عجیب و غریب شکل کی کلیں اور مشینیں قطار اندر قطار رواں دواں نظر آئیں گی۔ چھوٹے چھوٹے گھروں کے ساتھ ساتھ بڑی بڑی اونچی عمارتیں بالکل اسی طرح جس طرح کوئی شاہی مسجد لاہور کے میناروں پر کھڑا ہے یا رہائش پذیر ہے اور کوئی ایسے مکانوں میں رہتا ہے جو اوپر سے اتنے چھوٹے چھوٹے نظر آتے ہیں۔ جیسے گھروندے اور کٹیا ہوتی ہیں لیکن نیچے آکر دیکھیں تو نہایت صاف ستھرے بڑے بڑے خوبصورت ہوسٹر ہوں گے۔ جس اپارٹمنٹ (فلیٹ) میں ہم رہتے ہیں وہ ایک ۲۷ منزلہ عمارت کی نویں منزل میں ہے۔ اس سے بھی اونچی اونچی منزلوں والے مکانات ہیں۔ مجھے یہاں کی سب سے اونچی عمارت دکھائی گئی جس کی ۷۲ منزلیں ہیں۔ اس کے قریب ہی دنیا کا بلند ترین ٹاور (مینار) ہے جو ۱۹ سو فٹ بلند ہے۔ اس کی چوٹی پر ایک گھومنے والا ہوٹل ہے۔

کچھ عرصہ پہلے فرانس کا ایفل ٹاور عجائبات عالم میں شمار ہوتا تھا اور کوئی ۹سو فٹ بلند تھا۔ اس وقت کینیڈا نمبر لے گیا ہے۔ اور ۱۹سو فٹ بلند مینار بنا ڈالا ہے۔ سنا ہے کہ روس میں ۱۸سو فٹ اونچا مینار ہے۔ لیکن ہمیں اس سے کیا۔ وہاں ہمارا جانا مقدرات میں کہاں اور کیسا ہے یہ بھی خدا جانے۔ جو کچھ آنکھوں نے دیکھا اس وقت اسے بیان کرنے کے موڈ میں ہوں۔ ابھی نہ ۲۰ منزلہ عمارت پر چڑھا اور نہ بلند و بالا ٹاور پر دوست کہتے ہیں کہ کسی دن اوپر جانے کا پروگرام بھی بنائیں گے۔ یہاں بڑی مصروف زندگی دیکھی۔ ہفتہ میں پانچ دن اتنا کام کرتے ہیں اور اتنا کام لیتے ہیں کہ جیسے یہ دن پھر ہاتھ لگنے ہی نہیں۔ اور پھر دو دن اتنی تفریح اتنی بے فکری اور اس قدر عیش میں بسر کرتے ہیں کہ غالب کے لمحات عیش جان عالم کی عیشوں کے قصے بھی ہیچ نظر آتے ہیں۔ اور ع بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست
کا تصور آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے۔ ایسے عالم میں مالک و خالق خدا کی یاد کے لئے بھلا کیسے فرصت اور کیسی گنجائش۔ ذکر الہی کے لحاظ سے بڑا بے خدا معاشرہ پایا۔ اور ڈر لگا کہ اگر جلد کوشش نہ کی گئی اور اس کا تدارک نہ ہو سکا تو پاکستان اور خاص کر ربوہ کے ماحول میں پلنے والا مگر ذہین اور ناپختہ جوان ہرچہ در کان نمک رفت نمک شد کا مصداق بن جائے گا بہت ضرورت ہے کہ یہاں تعلیم دینے والے، تربیت کرنے والے۔ نمونہ کے بہت سے اللہ کے بندے ہوں۔ یہاں اللہ تعالے کے فضل سے اب خاصی بڑی جماعت ہے۔ بیداری کے بھی نمایاں آثار ہیں۔ اپنا مشن اپنی مسجد بنانے کی فکر بھی دامنگیر ہے۔ اور اللہ کے فضل سے مومن جب ارادہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالے کی برکات اس کے شامل حال ہوجاتی ہیں۔ بہرحال پوری پوری توقع ہے کہ اس کی دی ہوئی توفیق سے یہاں کی جماعت اس سارے ملک کے لئے آیہ رحمت ثابت ہوگی اور خدا پرستی کے لحاظ سے قابل تقلید نمونہ بنے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ بہرحال یہاں کے حالات اگر کئی لحاظ سے قابل رشک ہیں۔ دنگہ فساد نہیں کینہ و بغض نہیں۔ کاروباری بددیانتی نہیں۔ گندگی اور ناخالصیت نہیں۔ بے نظمی اور بے ترتیبی نہیں۔ وہاں بعض دوسرے پہلوؤں کے لحاظ سے یہاں کا معاشرہ بڑا ہی قابل اصلاح ہے اور ان میں سے برہنگی جنسی بے راہ روی (بظاہر حالات) اور حیا سوز نظارہ بازی (خصوصاً ٹی وی کے پروگراموں میں) نمایاں رفتار رجحان کا پتہ دے رہی ہے۔ اور اس لحاظ سے یہ کسی ایسی آسمانی تحریک کے منتظر ہیں جو دلوں کو بدل ڈالے۔ بالکل اسی طرح جس طرح انہوں نے مادی دنیا کو بدل ڈالا ہے۔

اور سنائیے کیا حالات ہیں۔ آج کل تو امتحانات کی تیاریوں میں ہر دوسری چیز بھول رہی ہوگی۔ اور پھر گرمی کی شدت نے ہوش و حواس بھی ختم کر دیئے ہوں گے۔ یہاں تو ایسا موسم ہے جیسا وہاں فروری مارچ کا ہوتا ہے لیکن گرد اور مچھروں کا نام و نشان نہیں۔ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ تاحد نظر سرسبز و شاداب وسیع میدان۔ پچھلے دنوں عزیز عبد الباری اور ایک دو اور مہربان عزیزوں کے ساتھ "نیاگرا فال" دیکھنے گئے جو یہاں سے کوئی اسی میل کے

قریب دور ہے۔ دنیا کا عجیب ترین اور ہیبت ناک قدرتی نظارہ سننے کے بعد جو تصور قائم ہوا تھا۔ دیکھنے کے بعد وہ تصور بالکل غلط نظر آیا۔ بڑی ہی عظیم آبشار ہے۔ پیچھے سے ایک وسیع و عریض دریا (دریائے نیاگرا) آ رہا ہے۔ اور پھر یکلخت ۱۶۰ فٹ گہری کھڈ میں ایک کروڑ گیلن فی سیکنڈ کے حساب سے آ گرتا ہے۔ بے پناہ دنیا دیکھنے آتی ہے۔ حکومت نے ہر قسم کی سہولتیں اور مختلف زاویوں سے نظارہ کرنے کے بہترین انتظامات کر رکھے ہیں کسی بعد کی فرصت میں مزید تفصیل لکھوں گا اور وہاں کی کچھ تصاویر بھی بھجواؤں گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس وقت رخصت چاہتا ہوں۔ سب محترم اور بزرگ اساتذہ اور عزیز طلباء کی خدمت میں السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور درخواستِ دعا ہے۔ صحت کی بہتری کا ابھی کوئی خاص انتظام نہیں ہوا۔ علاج سخت مہنگا ہے۔ وہی اس کی استطاعت رکھتے ہیں جو یہاں ملازم ہیں کہ ان کے اخراجات علاج حکومت ادا کرتی ہے۔ یا پھر بے پناہ دولت اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ متوسط الحال پردیسی کا یہاں علاج کرانا تصور سے بالا سمجھیئے۔

بہرحال امید ہے کہ آپ سب بزرگ اور عزیز دعا کریں گے کہ خاکسار کا یہ سفر ہر لحاظ سے مبارک ہو۔ مقاصد میں کامیابی بخشے اور خدمتِ دین کی توفیق دے۔ تدوین فقہ کا کیا بنا؟ حضور سے آپ کی اور محترم مرزا عبدالحق صاحب کی ملاقات ہوئی تھی یا نہ۔ کتاب کس مرحلہ میں ہے۔ ربوہ اور جامعہ کے لیل و نہار کیا ہیں۔ امید ہے آپ یا آپ میں سے کوئی با ہمت بزرگ یا عزیز ضرور لکھیں گے کہ خط بھی نصف ملاقات کے برابر ہے۔ خصوصاً ایسوں کے لئے جو اپنے چمنستان سے دور کر دیئے گئے ہوں۔ اور قفس میں محبوس ہوں۔ قفس خواہ کتنا ہی خوبصورت ہو لیکن کہاں؎

وہ ساتھ سب کے اڑنا وہ باغ کی بہاریں

کہاں دریائے چناب کی پکنک خواہ آندھی سارے کھانے میں ریت ہی کیوں نہ ملا دے۔ اور کہاں یہاں کی اجنبی اجنبی بے مہر سی خشک خشک ہوائیں۔ نہ بابا ہمیں تو وہاں کی لُو ہی اچھی۔ ستمبر کی انتظار میں دن گن گن کر گزار رہے ہیں خدا کرے وقت پر یہ امید بر آئے اور انشاء اللہ تعالیٰ ضرور بر آئے گی۔ یرحم اللہ عبداً قال اٰمینا۔

والسلام خاکسار ملک سیف الرحمٰن ٹرنٹو ۲۹/۵/۷۶

مجالس انصار اللہ صفِ دوم کے اراکین کے کوائف بھجوائیں

جملہ مجالس انصار اللہ مقامی کی خدمت میں گزارش ہے کہ صفِ دوم کے انصار کے مندرجہ ذیل کوائف جلد سے جلد خاکسار کو بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ ۱۔ نام ۲۔ پیشہ ۳۔ پتہ ۴۔ سن پیدائش ۵۔ سائیکل چلانا جانتے ہیں یا نہیں۔ ۶۔ رکن کے پاس اپنا بائیسکل ہے یا نہیں۔

(نائب صدر صف دوم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام

صحابہؓ کے نمونہ پر جماعت کا قیام

—(از مکرم میاں غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازیخان)—

انسان جب دنیا کی طرف جھکتا ہے تو اس کا رشتہ اپنے پیدا کرنے والے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس صورت میں شیطان اسے جلدی گمراہ کر لیتا ہے اور ہلاکت تک پہنچا دیتا ہے۔ گمراہی اور ضلالت ہمیشہ اس کے ذریعہ سے ہی پھیلتی رہی ہے۔ اس وقت دنیا میں جتنی گمراہی اور ضلالت پھیلی ہوئی ہے۔ پہلے زمانہ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ انسان سراسر مادی بن گیا ہے۔ اسے ذہنی سکون اور روحانی آسودگی حاصل نہیں۔

اللہ تعالےٰ نے اپنی سنت کے موافق اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دنیا میں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے تاکہ عابد اور معبود کا رشتہ پھر سے استوار ہو جائے۔ بندہ اپنے مالک کو شناخت کرے۔ اور جس مقصد کے لئے وہ دنیا میں آیا ہے اسے پورا کرے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جماعت تیار کی۔ جس کی غرض و غایت حضور ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں:-

"خدا تعالےٰ اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور وہ تقوےٰ و طہارت کے اعلےٰ درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا ہو۔"

پس اس جماعت کا نمونہ ایسا ہونا چاہیئے کہ جسے دیکھ کر لوگوں کو خدا یاد آوے یعنی وہ خدانما وجود بن جائیں دوسرے لفظوں میں وہ خدا تعالےٰ کی محبت میں فنا ہو کر اور تخلقوا باخلاق اللہ کے سانچہ میں ڈھل کر خدائی صفات کے مظہر بن جائیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کی محبت تبھی ہو سکتی ہے۔ جب اس کا بندہ تقوےٰ اور طہارت کے اعلیٰ مقام پر قائم ہو جائے۔ کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ میں متقیوں کے ساتھ ہوں۔ میں متقیوں سے محبت کرتا ہوں جب انسان متقی بن جائے گا یعنی ہر بات میں اللہ تعالےٰ کی رضا کو مدنظر رکھے گا تو اس طریق سے وہ اپنے نفس کا تزکیہ کر لے گا۔ اسے دل کی پاکیزگی حاصل ہو جائے گی اس کا دل حق کی جلوہ گاہ بن جائے گا۔ چونکہ وہ قدوس ہے اس لئے وہ پاکیزہ دل کو اپنی جلوہ گری کے لئے چنتا ہے۔ پس جب دل میں خدا کی جلوہ گری ہو۔ انسانی وجود سے

خدا نظر آتا ہے۔ دل اس کی طرف بے اختیار کھنچے چلے جاتے ہیں۔ جب ایسے وجود دنیا میں موجود ہوں تو خدا تعالیٰ کی ہستی میں کون شک کر سکتا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ اس جماعت کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کو دکھانا ہے۔ تاکہ دنیا ہدایت پائے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ جماعت کا ہر فرد تقوےٰ وطہارت اور اخلاص و وفا میں بلند مقام حاصل کرے۔ جب یہ صورت ہوگی تو جماعت کے لوگوں میں ایک جذب پیدا ہو جائے گا۔ جس کے ذریعہ سے دنیا خود بخود ان کی طرف کھچی چلی آئے گی۔ اور روحانی آسودگی حاصل کرے گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ کی یہی کیفیت تھی۔ وہ لوگ نیکی کا نمونہ تھے۔ ان میں جذب تھا ان کے اخلاق حسنہ کو دیکھ کر دل ان کی طرف ہو جاتے تھے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب صحابی تھے اور مبلغ احمدیت تھے۔ جو انگلستان بھیجے گئے۔ چند سال وہاں قیام کیا اور ایک جماعت قائم کر دی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ آپ اب امریکہ چلے جائیں۔ اس حکم کی تعمیل میں وہ امریکہ پہنچ گئے۔ امریکہ کی بندرگاہ پر امیگریشن والوں نے اجازت نامہ طلب کیا۔ اس پر لکھا تھا کہ "برائے تبلیغ اسلام"۔ اس پر افسر مجاز نے انہیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی۔ اور کہا ہم اسلام پھیلانے کے لئے اپنے ملک میں کسی کو آنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ آپ واپس چلے جائیں۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم واپس نہیں جا سکتے۔ خلیفۂ وقت کا حکم ہے ہم یہیں رہیں گے۔ افسر کٹر عیسائی تھا اس نے کہا کہ اگر آپ واپس نہیں جاتے تو ہم آپ کو حوالات میں بند کر دیتے ہیں اور حکومت کو لکھتے ہیں کہ آپ کے متعلق فیصلہ کرے۔ انہوں نے فرمایا مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ غرض ان کو حوالات میں ڈال دیا گیا۔ حوالات میں ۳۰/۴۰ آدمی اور بھی تھے۔ جو مختلف معاملات کی وجہ سے نظر بند تھے۔ حضرت مفتی صاحب کی شکل وصورت لباس اور وضع قطع کو دیکھ کر وہ لوگ آپ کی طرف مائل ہوئے آپ نے انہیں تبلیغ شروع کر دی۔ وہ آپ کے اخلاق فاضلہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ خدا کا پاک اور لذیذ کلام انہیں سناتے رہے۔ غرض ان کی پرکشش شخصیت تبلیغ اور تقوےٰ وطہارت کو دیکھ کر ان میں سے اکثر ایک ایک کرکے اسلام میں داخل ہو گئے۔ امیگریشن افسر کو جب اس صورت حال کا پتہ چلا۔ تو بہت پریشان ہوا کہا۔ اب میں کیا کروں پریس مجھ پر ناراض ہو جائے گا۔ کہ اتنے آدمی مسلمان ہو چکے ہیں۔ غرض اس نے حکومت کو تار دیئے کہ اس امر کا فیصلہ ہونا چاہیئے کہ اس شخص کو امریکہ میں داخل ہونے کی اجازت ملنی چاہیئے یا نہیں۔ چنانچہ کئی دنوں کے بعد جواب آیا کہ مفتی صاحب کو چھوڑ دیا جائے۔ انہیں امریکہ میں رہنے کی اجازت ہے۔

تو دیکھو اخلاق کا کتنا گہرا اثر تھا کہ حضرت مفتی صاحب نے لوگوں کے دل بدل دیئے۔ اور انہوں نے خدا تعالیٰ کو شناخت کر لیا۔ اور وہ اس کے عبد بن گئے۔ اس وقت دنیا کا فہیم طبقہ جماعت احمدیہ کی دیانت۔ اخلاق حسنہ تقوےٰ اور طہارت کی برتری کا قائل ہے اور یہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی برکات کے طفیل ہے۔ ورنہ ہم اپنی

حالت کو خوب جانتے ہیں کہ ہم میں کتنی کمزوریاں ہیں اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں اور اپنے دلوں میں ایک پاک تبدیلی پیدا کر لیں تو بہت تھوڑے عرصہ میں دنیا میں ایک انقلاب پیدا کیا جا سکتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ دنیا اس وقت ذہنی اور روحانی سکون کی سخت محتاج ہے۔ یہ چیز صرف اسلام اور احمدیت میں ملے گی۔ جب وہ سچے دل سے اسلام کا جوا اپنی گردن پر رکھیں گے اور قرآن اور سنت کو اپنا دستور العمل بنائیں گے۔ تب ان کو خوف اور حزن سے نجات ملے گی

فمن تبع ھدای فلاخوف علیھم ولاھم یحزنون

لیکن یاد رکھو انسان اپنا عقیدہ کسی کے کہنے سے نہیں بدلتا عقیدہ دل سے تعلق رکھتا ہے اور دل اخلاق فاضلہ سے مسخر کئے جاتے ہیں۔ دل تو محبت کے قائل ہوتے ہیں ورنہ نری زبانی تبلیغ سے کون اپنا عقیدہ چھوڑتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی ایک جماعت تیار کی وہ صرف زبانی تبلیغ یا وعظ و نصیحت کی پیداوار تو نہ تھی۔ ان لوگوں نے تو حضورؐ کے اخلاق فاضلہ اور شفقت بے پایاں کو دیکھ کر اسلام قبول کیا تھا وہ محبت کی تلوار تھی جو حضورؐ نے چلائی اور دلوں کو فتح کیا وہ سب محبت کے اسیر تھے۔ فتح مکہ کے بعد جب کفار کو پکڑ کر حضورؐ کے سامنے پیش کیا گیا کہ ان کا فیصلہ کیا جائے۔ تو حضورؐ نے ان سب کو چھوڑ دیا۔ اور فرمایا کہ آج تم آزاد ہو۔ جاؤ تمہیں معاف کیا جاتا ہے۔ حضورؐ کے اس اخلاق کریمانہ کو دیکھ کر ان لوگوں کو بصیرت حاصل ہوگئی اور کہا کہ جو شخص ہم جیسے دشمنوں کو معاف کر سکتا ہے۔ وہ عام آدمی نہیں ہو سکتا۔ خدا کا سچا رسول ہی ہو سکتا ہے اس پر وہ سب حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد

پس یہ بات مسلم ہے کہ اخلاق کریمانہ کا جتنا گہرا اثر ہوتا ہے کسی اور چیز کا نہیں ہوتا۔ کہتے ہیں کہ محبت کا تیر کبھی خطا نہیں جاتا۔ محبت کا جواب تو جانور بھی محبت سے دیتے ہیں اور اپنی جان تک مالک پر نثار کر دیتے ہیں۔ پس اس جماعت کا قیام اس غرض کے لئے ہوا ہے کہ جماعت کے لوگوں کے بلند اخلاق محبت اور ہمدردی کو دیکھ کر دنیا کو خدا یاد آوے اور وہ اپنے رب کو شناخت کر کے اس سے تعلق قائم کر لیں۔ لیکن اگر ہمارا نمونہ درست نہیں اور ہم میں وہ جذب نہیں تو ہم اسلام کو دنیا میں کیسے پھیلا سکیں گے۔ پس ہم پر بہت بڑی ذمہ واری عائد ہوگئی ہے۔ ہم نے جو عہد بیعت کے وقت کیا تھا اس کو نباہنا چاہیئے۔ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں۔ نیکی کا نمونہ بنیں۔ تقوے و طہارت کے اعلیٰ مقام تک پہنچ جائیں۔ یہی باتیں صحابہ مسیح موعود میں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔ ان میں سے ایک اہم شخصیت کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا فخر حاصل ہے ۱۹۱۳ء میں لنڈن میں بیرسٹری کی تعلیم حاصل کرنے گئے۔ آپ نے اس زمانہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو ایک خط میں لکھا کہ .... امسال گرمی کی تعطیلات میں میں فن لینڈ۔ روس۔ سویڈن کی سیر کو گیا تھا جیسے شاید پچھلے عریضہ میں عرض کر چکا ہوں۔ ایک جہاز پر سفر کرتے ہوئے فن لینڈ کی ایک طالب علم خاتون سے ملاقات ہوئی جو انگریزی کے علاوہ پانچ اور زبانیں بولتی اور پڑھتی ہے۔ چونکہ اس نے پہلے کوئی ہندوستانی نہیں دیکھا تھا اس لیے اس کی اور میری

بہت دیر تک ہندوستان اور اسلام پر گفتگو ہوتی رہی اور بعد میں فن لینڈ سنگر بھی چند دفعہ اس کی ملاقات ہوئی۔ اس نے مجھے صاف کہہ دیا کہ میرا عیسائیت پر بالکل ایمان نہیں اور میں اکثر اس وجہ سے ناخوش رہتی ہوں کہ میں کوئی مذہب نہیں رکھتی۔ میرا کسی بات پر ایمان ہو تو میں زیادہ خوش رہوں۔ میں نے اسلام کے سادہ اصول اسے بتائے۔ سنکر کہنے لگی کہ جو باتیں بتاتے ہو اگر یہی اسلام ہے تو شاید میں مسلمان ہو جاؤں گی۔ کیونکہ میں محسوس کرتی ہوں کہ میں ان باتوں پر ایمان لا سکتی ہوں ..... جب پہلے اس خاتون سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے خیال کیا کہ یہ کوئی جاہل گنوار ہے۔ اور بعد میں اس کا خیال بدل گیا۔ پھر اس کو حیرت اور تعجب ہوا۔ کیونکہ وہ فن لینڈ کی تاریخ وغیرہ کے متعلق ذکر چھیڑتی تو میں اسکو پہلے بتا دیتا کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ اس نے میرے عام چال چلن پر غور کیا تو اس کو اور بھی تعجب ہوا کہ اس شخص کے اخلاق اور یورپی اخلاق میں اتنا فرق کیوں ہے۔ چنانچہ اس نے مجھ سے ایشیائی تہذیب اور میرے مذہب کے متعلق سوال کرنا شروع کیا۔ پھر اس کی جرأت اور بڑھنا شروع ہوئی۔ میں نے معلوم کیا کہ وہ خود بالکل ایشیائی خیالات کی عورت ہے۔ پردہ اور طلاق کے متعلق جب گفتگو ہوئی۔ تو اب مجھے حیرت ہونے لگی کیونکہ ان مضامین پر بھی ہم نے اپنے آپ کو بالکل ہم خیال پایا..... یورپ میں لڑکوں اور لڑکیوں کا آپس میں جیسے میل جول ہوتا ہے اور خاصکر سفروں میں جہازوں پر اس کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔ لیکن جب اس خاتون نے دیکھا کہ میں اس میں بھی اوروں سے مختلف ہوں تو اس نے میری بہت عزت کرنی شروع کردی۔ چنانچہ اس نے مجھ سے کہا کہ اول اول تو میں نے جاہل خیال کیا اور بچہ سمجھا۔ لیکن اب میں ہر وقت آپ سے ڈرتی ہوں مبادا مجھ سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے جو تمہارے اخلاق کے درجہ تک نہ پہنچے۔ پھر بعد میں ایک دفعہ مجھ سے کہا کہ اگر کسی بچے کی تربیت میرے ہاتھ میں ہو۔ تو میں تمہیں نمونہ بنا کر اس کی تربیت کروں۔ اور جو عزت اور ادب تمہارا میری نگاہ میں ہے تم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ میں نے جواب دیا کہ اگر کوئی خوبی مجھ میں دیکھتی ہو تو وہ اس وجہ سے ہے کہ اسلام میرا دین ہے۔ اور جو برائی مجھ میں ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ میں ابھی پورے طور پر اسلام پر عمل کرنے کے قابل نہیں ہوا .....

پس اندازہ کرو کہ ایک یورپین لڑکی یہ کہنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ اگر کسی بچہ کی تربیت اس کے ذمہ ہو تو محترم چوہدری صاحب کا نمونہ سامنے رکھ کر اس کی تربیت کرے۔ یہی کرامت ہے اور یہی عورت کا کمال ہے۔ پس یاد رکھو اب اسلام کی تازگی کے دن آنے والے ہیں اور آسمان پر اسکی تیاری ہو رہی ہے۔ خدا تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت ڈالے اور

الاحکام تحت ظلال القرآن

— (از مکرم محترم ملک سیف الرحمٰن صاحب مفتی سلسلہ احمدیہ ربوہ) —

نکاح اس کی حکمت اور اس کا فلسفہ

اسلام دینِ فطرت ہے۔ اس لئے اس نے انسان کی طبعی خواہشات کی تہذیب و تعدیل کے لئے انسانی فطرت کے مناسب حال احکام جاری فرمائے ہیں اور بعض حوائج اور ضروریات کو کلیۃً نظر انداز کرنے یا دبانے کی اجازت نہیں دی۔ دوسرے اکثر مذاہب نے اگرچہ نکاح کی اجازت دی ہے لیکن تجرد اور جنسی تعلقات کی زندگی سے اجتناب کو ترجیح اور روحانیت کا اعلیٰ مقام قرار دیا ہے۔ اسلام اس کے برعکس نظریہ پیش کرتا ہے۔ اور صرف مجبوری کے حالات میں عفت کی شرط کے ساتھ تجرد کی زندگی کی اجازت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ازدواجی زندگی اختیار کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا:۔

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَلَّا تَعُوْلُوْا[1]

کہ اپنی پسند کی عورتوں سے شادی کرو۔ دو دو تین تین۔ چار چار۔ البتہ اگر یہ خوف ہو کہ انصاف نہ کر سکو گے تو صرف ایک ہی۔ یا جن کے مالک ہوئے تمہارے داہنے ہاتھ اور یہ زیادہ قریب ہے اس سے کہ نہ بے انصافی کرو تم۔

اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

النکاح من سنتی فمن رغب عن سنتی فلیس منی[2]

یعنی نکاح میری سنت ہے اور جو شخص میری سنت کو ناپسند کرے گا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

---

[1] سورۃ نساء آیت ۴۔ [2] ابن ماجہ کتاب النکاح باب فضل النکاح صلى ۱۳۲

۲۔ قدرت کا منشاء یہ ہے کہ انسانی نسل باقی رہے۔ اور انسانی نسل کی بقا ازدواجی تعلقات پر منحصر ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک چیز کو چاہے اور پھر اسے ناپسند بھی کرے۔ اور اسے اپنے قرب کے خلاف قرار دے۔ اور تجرد کو وصالِ الٰہی کے لئے سب سے بہتر ذریعہ سمجھا جائے۔

۳۔ ہر انسان کا حق ہے کہ وہ روحانیت میں ترقی کرے اپنے رب کا قرب حاصل کرے جیسا کہ فرمایا

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ [1]

پس اگر تجرد اور ازدواجی زندگی سے اجتناب ہی اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے تو یقیناً ہر ایک کے لئے مجرد رہنا اور نکاح نہ کرنا زیادہ کشش کا باعث ہونا چاہیئے اور اگر یہ صورتِ حال پیدا ہو جائے تو ایک دو صدیوں میں انسانیت ختم ہے۔ حالانکہ منشائے الٰہی یہ ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کا قرب بھی حاصل کریں اور اپنی نسل کو بھی بڑھائیں۔ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تزوّجوا ودوداً ولوداً ۔ کہ ایسی عورتوں سے شادیاں کرو جو خاوندوں سے محبت کرنے والی اور خوب بچے جننے والی ہوں۔

۴۔ جنسی تعلق ایک طبعی خواہش ہے لیکن نسل انسانی کی بقا کے لئے اس خواہش کی تہذیب و تعدیل ضروری ہے۔ عام حیوانات کے لئے بعض طبعی روکیں قدرت نے رکھی ہیں۔ لیکن انسان چونکہ ایک ذی شعور اور اپنے بھلے بُرے کا ادراک رکھنے والی مخلوق ہے۔ اس لئے اس کے لئے چند شرعی روکیں تجویز کی گئی ہیں تاکہ معتدل اور مہذب ماحول میں اس خواہش کی تکمیل کے سامان مہیا کئے جائیں اور نسل انسانی کی بقا اور اس کی تربیت کے بہتر سے بہتر مواقع میسر آئیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب عالم نے اس بارہ میں کچھ نہ کچھ پابندیاں عائد کی ہیں اور آزادانہ بلا روک ٹوک اس تعلق کی اجازت نہیں دی۔ اسلام نے اس بارہ میں بڑی حسین تعلیم دی۔ نکاح کا طریق تجویز فرمایا۔ اس کا ایک عمدہ اور معاشرتی بھلائی کا ضامن اسلوب وضع کیا۔ حقوق اور ذمہ داریاں متعین کیں۔ اس دائرہ کی تعیین کر دی جس میں رہتے ہوئے نکاح جائز اور باعثِ خیر و برکت ہے۔ ان رشتہ دار عورتوں کی بھی وضاحت کی جن سے نکاح نہیں کرنا۔

غرض گھریلو زندگی کو خوشگوار اور مسرت و اطمینان کا گہوارہ بنانے کے لئے ایسی ہدایات دیں کہ انہیں ملحوظ خاطر رکھ کر رشتے کئے جائیں تو گھر برکات اور خوشیوں سے بھر جائیں اور دنیا میں مثالی معاشرہ قائم ہو جائے۔

---

[1] سورۂ ذاریات آیت ۵۷

نئی شرح چندہ سالانہ اجتماع انصار اللہ

اشیائے خوردنی کی شدید مہنگائی کی وجہ سے گزشتہ چند سالوں سے سالانہ اجتماع کے اخراجات آمد کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہو رہے ہیں۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے گزشتہ سالانہ اجتماع کی مجلس شوریٰ میں یہ تجویز رکھی گئی تھی کہ

"سالانہ اجتماع کے اخراجات کے لئے ہر انصار اپنی ایک مہینہ کی آمد کا ڈیڑھ فیصد سالانہ ادا کرے جو کسی صورت میں تین روپے سالانہ سے کم نہ ہو۔"

وقت کی کمی کی وجہ سے شوریٰ میں مکمل بحث نہ ہو سکی۔ لہذا یہ معاملہ ایک سب کمیٹی کے سپرد کر دیا گیا۔ جس نے پورے غور و خوض کے بعد بالاتفاق رائے تجویز کے حق میں سفارش کی۔ جسے محترم صدر صاحب انصار اللہ مرکزیہ نے حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بغرض منظوری پیش کیا۔ حضور اقدس نے تجویز کو منظور فرما لیا ہے۔

جملہ مجالس انصار اللہ سے التماس ہے کہ منظور شدہ نئی شرح کے مطابق ادائیگی کا اہتمام فرمائیں۔

جزاکم اللہ احسن الجزاء

قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ

تعمیر گیسٹ ہاؤس و ماہنامہ انصار اللہ کے سلسلہ میں تعاون

خواجہ رشید صاحب انسپکٹر انصار اللہ مرکزیہ لکھتے ہیں:۔

محترم سید شمشاد احمد صاحب ناصر مربی سلسلہ مقیم کرونڈی نے بسلسلہ وصولی ماہنامہ انصار اللہ و نئی خریداری نیز تعمیر گیسٹ ہاؤس میں تعاون فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ محترم مربی صاحب موصوف کو بیش از بیش خدمات سلسلہ بجا لانے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کا حافظ و ناصر ہو۔

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

— (ماہنامہ "انصار اللہ") —

ماہنامہ "انصار اللہ" مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ جس میں تربیتی اور علمی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اس رسالہ نے گزشتہ سولہ سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کی ذمہ داری کو بڑے عمدہ رنگ میں پورا کیا ہے۔ بزرگوں اور اہل علم نے اصحاب نے وقتاً فوقتاً رسالہ پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے اس رسالہ کے متعلق فرمایا:۔

"یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے۔ اور اس کے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرنے اور روح کو روشنی عطا کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔ پس انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع کریں۔ اور اس کے لئے مختلف علمی موضوع پر اچھے اچھے مضامین لکھ کر بھجوائیں تاکہ اس کی افادیت میں ترقی ہو اور جماعت میں اس کے متعلق دلچسپی بڑھتی چلی جائے۔"

اس رسالہ کی قیمت صرف دس روپے سالانہ مقرر ہے۔ یہ رسالہ اپنے اخراجات میں خود کفیل نہیں ہے۔ اس رسالہ کی خریداری قبول فرما کر ممنون فرمائیں۔ شوریٰ انصار اللہ ۱۹۵۹ء کے فیصلہ کے مطابق ہر مجلس اپنی گرانٹ میں کم از کم ایک رسالہ ضرور جاری کروائے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

(منیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

" اگر تم چاہتے ہو کہ آسمان پر فرشتے بھی تمہاری تعریف کریں تو تم ماریں کھاؤ اور خوش رہو اور گالیاں سنو اور شکر کرو اور ناکامیاں دیکھو اور پیوند مت توڑو۔ تم خدا کی آخری جماعت ہو۔ سو وہ عمل دکھلاؤ جو اپنے کمال میں انتہائی درجے پر ہو۔"

(کشتی نوح صفحہ ۳۲)

جو مرتا ہے وھی زندوں میں جاوے

تیرے کوچہ میں کن راھوں سے آؤں   وہ خدمت کیا ھے جس سے تجھ کو پاؤں

محبت ھے کہ جس سے کھینچا جاؤں   خدائی ھے خودی جس سے جلاؤں

محبت چیز کیا کس کو بتاؤں   وفا کیا راز ھے کس کو سناؤں

میں اس آندھی کو اب کیونکر چھپاؤں   یہی بہتر کہ خاک اپنی اڑاؤں

کہاں ھم اور کہاں دنیائے مادی   فسبحان الذی اخزی الاعادی

کوئی ~~جو~~ اس پاک سے جو دل لگاوے   کرے پاک آپ کو تب اس کو پاوے

جو مرتا ھے وعی زندوں ~~کو ناوے~~ میں جاوے   جو جلتا ھے وھی مردے جلاوے

ثمر ھے دور کا کب غیر کھاوے   چلو اوپر کو اور نیچے کو آوے

نہاں اندر نہاں ھے کون لاوے   غریق عشق وہ موتی اٹھاوے

وہ دیکھے نیستی رحمت دکھاوے   خودی اور خودروی کب اس کو بھاوے

مجھے تو نے یہ دولت اے خدا دی   فسبحان الذی اخزی الاعادی

انیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا -